# جہادِ افغانستان کے فیصلہ کن موڑ پر افغان قیادت کا دارالعلوم حقانیہ میں اجتماع اور متفقہ فیصلہ

**پاکستان کو مضبوط اور مستحکم اسلامی افغانستان کی ضرورت ہے (مولانا سمیع الحق)**

**افغانیوں ہی کے جہاد سے سوشلزم کا علمبردار ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے (وزیر اعلیٰ سرحد)**

**افغانی کا زمین نہ اندازکسی بھی حکومت کو استحکام حاصل نہیں ہو گا (اعجاز الحق)**

**افغانستان میں کسی بھی بیرونی مداخلت کو برداشت کرنا خودکشی کے مترادف ہے (استاد سیاف)**

**پروفیسر ربانی نے دارالعلوم حقانیہ کو بخارا کے مدرسہ میر عرب کے کردار سے تشبیہ دی**

**افغان قیادت سمیت دنیا بھر کی اسلامی قوتوں کو بھرپور اتحاد کا مظاہرہ کرنا چاہیئے (مجددی)**

**اجمل خٹک نے اعتراف کیا کہ مسئلہ افغانستان میں ان کا مؤقف غلط تھا**

دارالعلوم حقانیہ میں تقریب ختم بخاری و جلسۂ دستار بندی کے موقع پر افغان زعماء جہاد اور اسلامی قوتوں کے قائدین کا اجتماع
ایمان افروز مناظر اور اسلام دشمن قوتوں کے خلاف ولولوں کا مظاہرہ

رپورٹ: مولانا عبدالقیوم حقانی

بدلتی ہوئی عالمی صورتحال، جہادِ افغانستان، امریکہ و اقوام متحدہ کے مذموم عزائم اور پاکستان کی بدلتی ہوئی افغان پالیسی کے بارے میں لائحہ عمل، خود افغان قیادت میں بُعد اور فاصلوں کو کم کرنے کی پیش رفت کا جائزہ لینے کے سلسلہ میں جنوبی ایشیا کے اہم علمی و دینی مرکز دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں جہادِ افغانستان کے تمام مرکزی قائدین سمیت جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین، وزیرِ اعلیٰ سرحد، وفاقی وزیر اعجاز الحق اور اجلاس کے داعی و محرک سینیٹر مولانا سمیع الحق کا ۱۴ ؍فروری کو ایک میز پر اکٹھے بیٹھ کر باہمی مشاورت، جہادی امور اور بین الاقوامی صورتحال پر تبادلۂ خیال اور اتحاد کے استحکام کے سلسلہ میں بنیادی امور پر گفت و شنید جس خوشگوار ماحول اور پُراعتماد فضا میں ہوئی اس کو مستقبل کے افغانستان میں گول میز کانفرنس اور جنیوا معاہدہ کی طرح تاریخ میں ایک فیصلہ کن موڑ قرار دیا جائے گا۔

حُسنِ اتفاق سے یہ دارالعلوم حقانیہ کے تعلیمی سال کا اختتام تھا، دارالعلوم سے اس سال شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحؒ کے پوتے اور حضرت مولانا سمیع الحق کے برخوردار مولانا حامد الحق سمیت ۲۵۶ فضلاء نے فارغ التحصیل ہونا تھا۔ اجتماعی دستار بندی اور دارالعلوم کے سالانہ جلسوں کا انعقاد گذشتہ ۲۰، ۲۵ سال سے متروک العمل تھا مگر اب کے بار افغان قیادت کے باہمی اتحاد، مذاکرات، مشاورت اور انہیں ایک میز پر اکٹھا بٹھانے کی غرض سے صاحبزادہ مولانا حامد الحق کی تحصیلِ علم سے فراغت اور دستار بندی کی تقریب کو عنوان بنا کر جلدی میں ایک مختصر تقریب کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا اور افراد کو دعوت دی گئی۔

چنانچہ جمعیۃ علماء اسلام کے قائد اور دارالعلوم کے پرنسپل مولانا سمیع الحق کی دعوت پر نجاتِ ملی اسلامی کے امیر اور افغان عبوری حکومت کے سربراہ پروفیسر صبغۃ اللہ مجددی وزیرِ اعظم جناب عبدالرب الرسول سیاف، حزبِ اسلامی (خالص گروپ) کے امیر مولانا یونس خالص، جمعیۃ اسلامی کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی، فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی، حرکتِ انقلاب اسلامی (منصور گروپ) کے امیر مولانا نصر اللہ منصور، حزبِ اسلامی (قاضی گروپ) کے سربراہ قاضی محمد امین وقار بذاتِ خود شریک ہوئے جبکہ حرکتِ انقلابِ اسلامی (محمدی گروپ) کے امیر مولانا محمد نبی محمدی نے اپنے نائب امیر کی سرکردگی میں اپنی جانب سے نمائندہ وفد بھیجا، خود اپنی شدید مجبوری اور بعض ناگزیر عوارض کے پیش آجانے پر معذرت پیش کی۔

حزبِ اسلامی (حکمتیار گروپ) کے امیر جناب گلبدین حکمتیار نے بھی تقریب سے دو روز قبل مولانا سمیع الحق کے ساتھ فون پر تفصیلی بات چیت کے دوران آنے کا قطعی ارادہ ظاہر کیا تھا مگر اسی دن بعض غیر ملکی عرب مہمانوں کی وجہ سے وہ مصروفیات میں پھنس گئے اور تشریف نہ لاسکے اور بعد میں مولانا سمیع الحق صاحب سے معذرت کا اظہار کیا۔

جہادِ افغانستان سے وابستہ بعض اہم شخصیات سعودی عرب کے سفیر جناب محمد یوسف المطبقانی، صدر ضیاء الحق شہید کے فرزند وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق اور افغان دشمن قوتوں کی خطرناک ریشہ دوانیوں اور تباہ کن پالیسیوں کے ازالے اور ان سے تحفظ کے پیشِ نظر صوبہ سرحد کے وزیرِ اعلیٰ جناب میر افضل خان (جن کے مولانا سے محبت کے مراسم ہیں) کو بھی حقیقی صورتحال سے آگاہ کرنے کیلئے مدعو کیا گیا چنانچہ انہوں نے صوبائی وزراء کی ایک ٹیم (جو سلیم سیف اللہ، حبیب اللہ خان کنڈی اور جان محمد خٹک پر مشتمل تھی) کی معیت میں اجلاس میں شریک ہوئے۔

سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد کے بھی مولانا سمیع الحق سے دیرینہ مراسم ہیں

**مولانا سمیع الحق کی تازہ مساعی جہادِ افغانستان میں فیصلہ کن موڑ ثابت ہوں گی (استاد سیاف)**

اس بناء پر انہوں نے شمولیت کا عزم کر لیا تھا مگر اسی دن لاہور میں ان کے کزن کی شادی کی مجبوری کی وجہ سے نہ آسکے۔

دارالعلوم حقانیہ کی مرکزیت وجامعیت، شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کا حلقہ ارادت و تلامذہ، مولانا سمیع الحق کی ملک بھر میں حلقۂ احباب کی وسعت اور جمعیۃ علماء اسلام سے وابستہ ملک بھر کے تمام اراکین کی عظمت واہمیت کے باوصف تقریب کے انتظامات میں شدید مصروفیت اور وقت کے اختصار کے پیشِ نظر صرف جمعیۃ علماء اسلام سرحد کی مجلسِ شورٰی کے ارکان اور چاروں صوبوں کے مرکزی قائدین کو مدعو کرنے پر اکتفاء کیا گیا۔ لہٰذا جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے اکابر، عہدیدار اور ارکانِ شورٰی کے علاوہ مرکزی قائدین اور مشائخ بھی شریک ہوئے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے نائب امیر مولانا قاضی عبداللطیف، حضرتِ لاہوریؒ کے خلیفۂ اجل مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی، مولانا قاری محمد امین، شیخ الحدیث مولانا محمد حسن جان، سرحد کے مختلف دینی مدارس وجامعات کے اکابر اساتذہ اور اربابِ علم وفضل نے شرکت کی۔

سعودی عرب کے سفیر جناب محمد یوسف المطبقانی جن کو مولانا سمیع الحق نے قدیم علمی مراسم اور ذاتی تعلقات کی بناء پر مدعو کیا تھا سفیرِ محترم صبح دس بجے دارالعلوم حقانیہ تشریف لے آئے۔ باہمی مشاورت اور تبادلۂ خیال کی پہلی نشست جو مولانا سمیع الحق کی قیام گاہ پر منعقد ہوئی تھی میں آخر تک شریک رہے، جبکہ اس سے قبل دارالعلوم کے پرنسپل کی معیت میں جامعہ حقانیہ کے مختلف شعبہ جات، درسِ نظامی کی درسگاہوں، لائبریری، مؤتمر المصنفین، تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول، ماہنامہ الحق، ہفت روزہ 'ترجمانِ دین' دار الحفظ والتجوید وغیرہ کا تفصیلی معائنہ کیا، واپسی پر جب مہمان خانہ میں تشریف لائے تو جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کی نو تشکیل شدہ مجلسِ شورٰی کا اجلاس جاری تھا، سفیرِ محترم شرکائے اجلاس، علماء اور اہلِ علم کے ساتھ گھل مل گئے، اختتامی کاروائی میں شرکت کی اور مولانا سمیع الحق کی درخواست پر خطاب بھی فرمایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں مسئلہ خلیج پر قائدِ جمعیۃ کی پالیسی، مؤقفِ حقہ، جمعیۃ علماء اسلام کے مثالی کردار کی تعریف کی اور مولانا سمیع الحق کو بار بار خراجِ تحسین پیش کیا۔

> اِسلامی حکومت کے قیام جیسے عظیم مقصد کے حصول میں ہم کسی بھی قوت کی مداخلت، امریکی عزائم اور کسی بھی حکومت کی ایسی پالیسی کو قبول نہیں کریں گے جو مجاہدین کے مقدس مشن کی ناکامی اور پندرہ ۱۵ لاکھ شہداء کے خون سے استہزاء پر منتج ہوتی ہو (پروفیسر ربانی)

افغان راہنماؤں کے باہمی تبادلۂ خیال کی پہلی نشست ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک مولانا سمیع الحق کی قیامگاہ پر بند کمرے میں ہوئی جس میں مرکزی زعماء جہاد اور پارٹی سربراہوں کے علاوہ مولانا سمیع الحق، مولانا قاضی عبداللطیف، سعودی عرب کے سفیر الشیخ محمد یوسف المطبقانی، وفاقی وزیر جناب اعجاز الحق اور فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی شریک ہوئے۔ مولانا سمیع الحق نے اسی جگہ اپنے معزز مہمانوں کو ضیافت بھی دی۔

عجیب منظر تھا، ایک طرف مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ پر ان کے بیڈ روم سے ملحق چھوٹی سی مگر خوبصورت لائبریری میں افغان جہاد کا پورا اثاثہ بلکہ پاکستان سے جہاد کے ظاہری بانی جنرل ضیاء الحق مرحوم کے فرزند اعجاز الحق اور جہاد کے روحانی بانی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کے جانشین مولانا سمیع الحق ایک چھت کے نیچے جمع تھے، سعودی عرب کے سفیر جناب مطبقانی بھی کمرے میں رونق افروز تھے باہر ہزاروں علماء، زعماء، جماعتی کارکن، طلبہ اور دارالعلوم کے مخلصین ومحبین کی ہلچل اور علاقہ بھر سے اُمڈ آنے والے عامۃ المسلمین کے سیلاب نما انبوہ کا منظر دیدنی تھا۔ دارالعلوم کے آمنے سامنے تقریباً ایک میل کے رقبے میں گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ مولانا سمیع الحق کی رہائش گاہ کے باہر مسلح دستوں کی حفاظتی پوزیشن، دارالعلوم کے مختلف حساس جہات میں مسلح گارڈ کے فرائض انجام دینے والے کارکنوں کی نقل وحرکت، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہداء بالاکوٹ کی رُوحیں پھر سے زندہ ہو کر میدانِ کارزار میں برسرِ پیکار ہیں، ایک دلچسپ اور ایمان افروز لشکر گاہ کا سماں تھا۔

---

دوسری نشست نمازِ جمعہ سے قبل کی تھی جو بغیر کسی پیشگی تشہیر، اخباری خبر، بغیر کسی اشتہار اور اعلانِ عام کے ایک عظیم الشان جلسۂ عام کی شکل اختیار کر گئی جس میں سرحد بھر سے دارالعلوم کے قدیم وجدید فضلاء، اربابِ علم ودانش، اساتذہ، علماء ومشائخ، افغان جہاد کے محاذِ جنگ کے جرنیلوں، عامۃ المسلمین اور اس سال فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کے متعلقین بسوں، ویگنوں اور موٹروں میں قافلوں کی صورت میں شریک ہوتے رہے۔ جامع مسجد سمیت دارالعلوم کے تمام احاطوں، اطراف، برآمدوں، دارالحدیث اور درسگاہوں کی چھتوں پر تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی، دارالعلوم کو اپنی تمامتر وسعتوں کے باوجود تنگدامنی کی شکایت رہی۔

دوسری نشست کے پہلے خطیب افغان عبوری حکومت کے وزیرِ اعظم اور اتحادِ اسلامی کے صدر استاد عبدالرب الرسول سیاف تھے، انہوں نے اپنے مدلل اور پُر مغز خطاب میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی ومؤسس شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور مولانا سمیع الحق اور فضلاء کے جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں بنیادی اور مستحکم ومؤثر کردار کو سراہا اور موجودہ حالات میں افغان اتحاد اور مسئلہ افغانستان کے سلسلہ میں ان کی مساعی کو بر وقت اور مؤثر قرار دیتے ہوئے اب کی اس تازہ ترین کوشش کو مستقبل کے حالات اور جہادی امور کی پیش آمدہ صورتِ حال میں ایک فیصلہ کن موڑ قرار دیا۔

اس کے بعد جمعیتِ اسلامی افغانستان کے امیر پروفیسر برہان الدین ربانی کی مختصر مگر جامع تقریر افغان اتحاد کی ضرورت واہمیت اور موجودہ حالات میں اسکی عملی واقفیت کے موضوع پر حاوی رہی۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ اور اس کے بانی

## حضرت مجددی نے اب کے نازک ترین اور حساس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم تر مشن کو بھی افغان مجاہدین کی ایک اہم تر اخلاقی معاونت قرار دیا

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اپنی زندگی میں جہاد کے آغازِ کار ہی سے ہماری سرپرستی فرمائی۔ مختلف مراحل اور بعض اوقات پریشان کن صورتحال میں انہوں نے جس طرح افغان مجاہدین کی معاونت کی بحمداللہ ان کی وفات کے بعد بھی یہ مخلصانہ سلسلہ حسبِ معمول بھرپور دلچسپی کے ساتھ جاری ہے۔

پروفیسر ربانی نے دارالعلوم حقانیہ کو بخارا کی عظیم دینی درسگاہ "مدرسہ میرِ عرب" سے تشبیہ دی اور کہا کہ جس طرح روسی انقلاب میں بخارا کے مدرسہ میرِ عرب اور اس کے فضلاء نے عظیم تاریخی اور انقلابی کردار ادا کیا تھا اسی طرح دارالعلوم حقانیہ نے وہی کردار ادا کیا اور مدرسہ میرِ عرب کے فضلاء اور مجاہدین کی طرح ہماری سرپرستی کی۔

انہوں نے کہا کہ جس طرح محاذِ جنگ کے عملی میدانوں میں دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء آگ اور خون سے کھیل کر جانبازی و جاں سپاری اور قربانی و ایثار کے نمونے پیش کرتے رہے اسی طرح سیاسی، فکری، ملکی اور بین الاقوامی محاذ پر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور ان کے فرزندِ جلیل مولانا سمیع الحق نے بھی مجاہدین کی نہ صرف یہ کہ زبردست پشت پناہی اور حوصلہ افزائی کی بلکہ نازک مرحلوں اور شدید بحرانوں میں عملی گرہ کشائی میں بھی ان کو ہمیشہ اوّلیت اور سبقت کا شرف حاصل رہا ہے۔

انہوں نے کہا جہادِ افغانستان کا مقصد صرف اور صرف وطن کی آزادی ہرگز نہیں صرف افغانستان کی آزادی ہمارا ہدف نہیں بلکہ اسلامی نظام حکومت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہے، اسلامی حکومت کے قیام جیسے عظیم مقصد کے حصول میں ہم کسی بھی قوت کی مداخلت، امریکی عزائم اور کسی بھی حکومت کی ایسی پالیسی کو قبول نہیں کریں گے جو مجاہدین کے مقدس مشن کی ناکامی اور پندرہ لاکھ شہداء کے خون سے استہزاء پر منتج ہوتی ہو۔

دوسری نشست کی آخری تقریر افغان عبوری حکومت کے صدر اور نجات ملی اسلامی کے امیر پروفیسر صبغت اللہ مجددی کی تھی انہوں نے اپنے فصیح و بلیغ اور جامع خطبۂ جمعہ (جو عربی زبان میں تھا) میں قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی و اخلاقی اقدار اپنانے پر زور دیا۔

حضرت مجددی نے اب کے نازک ترین اور حساس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے اس عظیم تر مشن کو بھی افغان مجاہدین کی ایک اہم تر اخلاقی معاونت قرار دیا۔ انہوں نے افغان قیادت سمیت عالمِ اسلام کی تمام دینی قوتوں سے اتحاد کی پُرزور اپیل کی، انہوں نے یہ بھی کہا کہ افغان جہاد کے حالیہ فیصلہ کن مرحلہ میں کسی بھی بیرونی مداخلت اور یہودی و امریکی پالیسی کو نہیں چلنے دیا جائے گا۔

حضرت مجددی کا خطبۂ جمعہ ختم ہوا تو ان ہی کی اقتداء میں افغان مجاہدین کے تمام قائدین، محاذِ جنگ کے موجودہ تمام جرنیلوں، افغان جماعتوں کے تمام نمائندوں، جمعیۃ علماء اسلام کے تمام زعماء، علماء، فضلاء، مشائخ اور عامۃ المسلمین نے نمازِ جمعہ ادا کی ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

---

نمازِ جمعہ سے فراغت کے بعد تیسری نشست میں شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔ اجلاس کی باقاعدہ کاروائی شروع ہوئی تو صوبہ سرحد کے وزیرِ اعلیٰ میر افضل خان اور صوبائی وزراء جناب سلیم سیف اللہ، جناب حبیب اللہ خان کُنڈی اور جان محمد خٹک بھی تشریف لے آئے۔ اجلاس کی اس آخری نشست میں اے این پی کے سربراہ محمد اجمل خان خٹک بھی شریک رہے کہ اکوڑہ نہ صرف ان کا اپنا آبائی گاؤں ہے بلکہ اہلِ محلہ میں سے ہیں۔ علاقائی تعلقات اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے قدیم تعلق و مراسم کے پیشِ نظر گاؤں کے ایسے معززین کو بھی بلایا گیا تھا جن میں خٹک صاحب بھی تھے۔ انہوں نے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے تفسیرِ قرآن، حجۃ اللہ البالغہ سمیت بہت سی اہم دینی کتابوں میں تلمذ حاصل کیا تھا۔ ابتدائے کار میں بانیٔ دارالعلوم کے کاموں میں معاون بھی رہے اور ڈاک وغیرہ نمٹاتے رہے تھے۔ بدقسمتی سے بعد میں ان کی سیاسی وابستگیوں نے انہیں اپنے اُستاد سے بہت دور کر دیا اور جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں ان کی مذموم پالیسی نے تو یہ فاصلے مزید بڑھا دیئے۔ جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں انکی پارٹی اے این پی اور خٹک صاحب کا کردار بہرحال تاریخ کا ایک حصہ بن چکا ہے اور وہ مٹانے کی ہر ممکن کوشش کے باوصف نہیں مٹایا جا سکتا عقل و احساس شعور اور زندگی کے حقائق بہرحال چھپائے بھی نہیں چھپ سکتے۔

اسی اجلاس میں جب اجمل خٹک نے پروفیسر صبغت اللہ مجددی سے معانقہ کیا تو اُس وقت اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ افغانستان کے مسئلہ میں ان کا مؤقف غلط تھا۔ انہوں نے مجددی صاحب پر واضح کیا اور صراحتہً کہا کہ افغانستان کے بارے میں اب میری رائے بدل گئی ہے، تم لوگوں نے واقعی صحابۂ کرامؓ والا کردار ادا کیا ہے اور اب مجھے اس بات کا شرح صدر ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں ہمارا مؤقف غلط تھا۔

اس موقع پر پروفیسر مجددی سے انہوں نے اپنے سلسلۂ گفتگو میں یہ بھی کہا کہ "مجھے وہ دن یاد آتے ہیں جب کابل میں قلعہ جواد کی مسجد میں ہم آپ کی اقتداء میں نماز پڑھا کرتے تھے، خدا کرے کہ ہم پھر قلعہ جواد کی مسجد اور خانقاہ میں آپ کی امامت میں نماز ادا کریں۔ پروفیسر مجددی نے کہا کہ بہت جلد انشاءاللہ افغانستان میں امن قائم ہو جائے گا۔

تقریب کے دوران حزبِ اسلامی کے سربراہ مولانا محمد یونس خالص جب

داخل ہوئے تو کچھ دیر دروازے کے پاس کھڑے رہے، بعد میں میزبان سینیٹر مولانا سمیع الحق کے پاس بیٹھ کر ان سے پوچھا کہ ”اجمل خٹک کو اس تقریب میں کیوں بلایا ہے؟“ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ ہمارے گاؤں کے ہیں، علاقائی تعلق ہے، گویا پڑوسی ہیں، اس پر جناب مولوی یونس خالص نے کہا آج ان کے سینے پر توانگارے جل رہے ہوں گے“۔

**افغانستان کے بارے میں اب میری رائے بدل گئی ہے آپ لوگوں نے واقعۃً صحابہ کرامؓ والا کردار ادا کیا ہے اور اب مجھے اس بات کا شرح صدر ہوا ہے کہ اس سلسلہ میں ہمارا موقف غلط تھا۔ (اجمل خٹک)**

تیسری اور آخری نشست کی پہلی تقریر دارالعلوم کے پرنسپل اور جمعیۃ علماء اسلام کے قائد مولانا سمیع الحق کی تھی، انہوں نے اپنے مختصر خطاب میں افغان زعماء، قومی راہنماؤں اور تمام حاضرین و متعلقین کی والہیت اور خلوص اور جذبۂ شوق سے بھرپور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ کے مرکزی کردار، افغان قائدین کے دارالعلوم سے ارتباط و تعلقِ خاطر، کارناموں اور دارالعلوم کے فضلاء بالخصوص محاذِ جنگ کے عظیم جرنیل مولانا جلال الدین حقانی اور اسی مادرِ علمی کے عظیم سپوت مولانا یونس خالص اور دارالعلوم کے روحانی ابناء، افغان جہاد کے شہداء مولانا فتح اللہ حقانی، مولانا احمد گل شہید وغیرہ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا انہوں نے کہا کہ دنیا کی تمام باطل طاقتیں اس پر متحد ہو گئی ہیں کہ اسلام کو بہرحال پنپنے نہیں دینا، وہ نہ جمہوریت کی دلدادہ ہیں اور نہ کسی دوسرے نظام کی، وہ اسلام ہی کو اپنے وجود کے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔ الجزائر ہو، کشمیر، فلسطین، وسطی ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں اور افغانستان، غرض جہاں کہیں بھی اسلام کے اُبھرنے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں باطل کی تمام طاقتیں اسے روندنے اور کچلنے کے لیے متحد ہو جاتی ہیں۔

مولانا سمیع الحق نے دارالعلوم کے فضلاء اور افغان مجاہدین کی طرف روئے سخن موڑتے ہوئے کہا کہ اُمتِ مسلمہ کو جدید عالمی تبدیلیوں کے بعد بڑے ہولناک چیلنجوں کا سامنا ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا امریکہ، روس، چین، جاپان، برطانیہ اور دنیائے کفر کے تمام علمبردار عالمِ اسلام کی بیداری کی نئی لہر سے خائف اور لرزاں و ترساں ہیں۔ مولانا سمیع الحق نے اس موقع پر روئے سخن اجمل خٹک کی طرف پھیرتے ہوئے کہا دنیا جانتی ہے کہ روس جیسی ناقابلِ شکست سپر پاور کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ میں پڑھنے والے اور عوام کے چندوں اور لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے طلباء اور فضلاء اور یہاں کے فارغ التحصیل علماء اپنے سروں کو ہتھیلی پر رکھ کر ٹکرا گئے، اللہ نے ان کی جرأت و بہادری کی لاج رکھ لی کوئی چاہے یا نہ چاہے اللہ نے بہرحال یہی چاہا کہ ان کے ہاتھوں سے روس کو تاراج کر دیا اور دارالعلوم کے فضلاء اور مجاہدین روس کے لیے ایٹم بم ثابت ہوئے انہوں نے روس کے ساتھ وہ کام کیا جو امریکہ اپنی ہزار چاہتوں کے باوصف نہ کر سکا۔ مولانا سمیع الحق نے فضلاءِ حقانیہ اور تمام افغان مجاہدین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے اب روس کی جگہ لینے والے امریکی سامراج سے ٹکر لینی ہے۔ اس دور کا نیا سامراج امریکہ ہے جو سوویٹ یونین اور گورباچوف کی جگہ لے رہا ہے اور انشاء اللہ جہادِ اسلامی کی برکت سے اس کا وجود بھی اسی طرح ریزہ ریزہ ہو جائے گا جس طرح روس کا نقشہ تبدیل ہو گیا ہے انہوں نے کہا جہادِ افغانستان کے ثمرات ایک عظیم عالمی اور اسلامی انقلاب پر منتج ہو رہے ہیں انہوں نے حکومتِ پاکستان کی افغان جہاد کے بارے میں تبدیل ہونے والی پالیسی پر شدید نقطہ چینی کی اور اسے اسلام، شہدائے جہاد اور ملتِ اسلامیہ کے ساتھ غداری قرار دیا۔ انہوں نے کہا اگر خدانخواستہ ہمارے پڑوس میں ہمیں مضبوط اور مستحکم اسلامی افغانستان نہ مل سکا تو پاکستان کی سالمیت کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

اجلاس کی آخری نشست سے فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی نے بھی خطاب کرنا تھا، مولانا سمیع الحق نے تقریر ختم کی تو انہیں دعوت دی اور پھر سٹیج سے بار بار انہیں بلایا جاتا رہا، جبکہ وہ نماز سے فارغ ہو کر اپنے شیخ و مربی دارالعلوم کے بانی حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے مزار پر تشریف لے جا چکے تھے اِدھر انہیں بلایا جا رہا تھا اُدھر حضرت الشیخ رحمہ اللہ کے مزار کے سرہانے بیٹھے اُن پر گریہ وزاری کی کیفیت طاری تھی، ہچکیاں لگی ہوئی تھیں اور اپنے شیخ کے قدموں میں رو رو کر تڑپ رہے تھے ان کی گھنی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی تھی اور اس طرح تین سال سے وہ جو اپنے شیخ رحمہ اللہ سے جدا رہے اس طویل عرصہ کے تمام مراحل سنا سنا کر خود کو ہلکان کر رہے تھے ——— مولانا جلال الدین حقانی کے معاون کمانڈروں نے بعد میں بتایا کہ ہم نے حقانی صاحب کو جہاد کے میدانِ کارزار میں انتہائی دہشت انگیز اور رقت انگیز مناظر میں دیکھا، زخمیوں کی آہ و کراہ اور خاک و خون میں آلودگی کے ہیجان انگیز کیفیات میں دیکھا مگر مولانا حقانی ہر جگہ صبر و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھے۔

**اگر خدانخواستہ ہمارے پڑوس میں ہمیں مضبوط اور مستحکم اسلامی افغانستان نہ مل سکا تو پاکستان کی سالمیت کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی**

قائدِ جمعیۃ مولانا سمیع الحق مدظلہ

مگر جب اپنے شیخ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو صبر کے سارے بندھن ٹوٹ گئے اور ان پر ایسی رقت اور گریہ وزاری طاری ہوئی جو تیرہ[۱۳] سالہ جہاد میں کسی بھی موقع پر دیکھنے میں نہیں آئی۔

**آئندہ بھی اگر کوئی حکومت افغانیوں کے کاز میں رخنہ انداز ہوگی تو اسے بھی کبھی تحفظ اور استحکام حاصل نہیں ہوگا۔ (اعجاز الحق)**

مولانا سمیع الحق کی تقریر کے بعد وفاقی وزیر اعجاز الحق نے کہا کہ میں دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مہتمم مولانا سمیع الحق کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے اپنے والد کی شہادت کے بعد تین سال میں پہلی مرتبہ تمام افغان قائدین کے ساتھ مل بیٹھنے، تبادلۂ خیال کرنے اور ایک دوسرے کو قریب سے سمجھنے کا موقع فراہم کر دیا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جس حکومت نے بھی جہادِ افغانستان سے غداری اور شہداء کے لہو سے استہزاء کا اقدام کیا خدا نے اسے نیست و نابود کر دیا لہٰذا آئندہ بھی اگر کوئی حکومت افغانیوں کے کاز میں رخنہ انداز ہوگی تو اسے بھی کبھی تحفظ اور استحکام حاصل نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ سرخ سویرے اور روس زندہ باد کے نعروں کی ریہرسل کرنے والے آج جس افغان پالیسی کے حق میں بات کر رہے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پالیسی کس کے حق میں ہے۔ انہوں نے دوٹوک الفاظ میں کہا کہ افغان مسئلہ کا جو حل مجاہدین اور اسلامی حکومت کے قیام کے حق میں ہوگا وہی ہمارے لیے قابلِ قبول ہوگا اور میں اور میرے پیچھے اس کے لیے کٹ مریں گے۔

وزیرِ اعلیٰ سرحد جناب میر افضل خان نے آج کے عظیم اجتماع کو تاریخی اور مستقبل کے حالات پر اثر انداز ہونے والا انقلابی موڑ قرار دیا۔ انہوں نے دارالعلوم حقانیہ، اس کی دینی، علمی، تاریخی اور سیاسی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے تمام لادین نظام فیل ہو چکے ہیں اور آج دنیا کو اسلامی نظام اپنانے کی بے حد ضرورت ہے جس کی ترویج اور ترقی کے لیے دینی مدارس بالخصوص دارالعلوم حقانیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوانوں کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔

**افغان مجاہدین ہی نے افغانستان میں کمیونزم کو شکست دی جسکے نتیجے میں خود کو سپر طاقت کہنے والا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ (وزیرِ اعلیٰ سرحد)**

انہوں نے کہا افغان مجاہدین ہی نے افغانستان میں کمیونزم کو شکست دی جس کے نتیجے میں خود کو سپر طاقت کہنے والا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔

اجلاس کی آخری نشست میں صاحبزادہ مولانا حامد الحق حقانی جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے بڑے پوتے اور مولانا سمیع الحق کے بڑے صاحبزادے ہیں، سمیت دارالعلوم حقانیہ میں دورۂ حدیث سے فارغ التحصیل ہونے والے ۲۵۶ فضلاء اور حفظ القرآن مکمل کر لینے والے ۴۰ طلباء کی دارالعلوم کے اکابر اساتذہ و مشائخ اور افغان قائدین نے دستار بندی کی اور ان میں اسناد تقسیم کیں۔ اس موقع پر حافظ سلمان الحق، جو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے پوتے اور حافظ انوار الحق کے برخوردار ہیں، کی بھی حفظ القرآن مکمل کرنے پر دستار بندی کی گئی۔

دارالعلوم حقانیہ میں ۱۴ فروری کو منعقد ہونے والے اس عظیم اجتماع میں افغان قیادت کے تمام راہنما، سعودی سفیر، حکومتِ پاکستان کے مرکزی و صوبائی وزراء، مختلف سیاسی جماعتوں کے زعماء، جمعیۃ علماء اسلام کے اکابرین اور سینکڑوں علماء و مشائخ بڑے جوش اور ولولے سے اس بات پر متفق رہے کہ روس کے زوال کے بعد افغانستان میں امریکی مداخلت کو کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا، یہ ایک متفقہ عالمی استصواب رائے ہے کہ دنیا بھر کے اہلِ حق علماء، افغان راہنما اور ملک و ملت کے زعماء نئے عالمی نظام، اس کے علمبرداروں، ہمنواؤں اور گماشتوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے ــــ خدا کرے کہ پاکستان کی حکومت کے اربابِ بست و کشاد اپنے مفادات اور ذاتی اغراض سے ہٹ کر خالص انسانی، اخلاقی اور دینی نقطۂ نظر سے سوچ کر وہی فیصلہ کر سکیں جو قرآن و سنت، تعلیماتِ نبوی اور اسلامی ہدایات کے عین مطابق ہو۔

❋

**بقیہ صفحہ ۱۵۷: مولانا جلال الدین حقانی اور ڈاکٹر نجیب اللہ کی مکاتبت**

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ زدران کی پگڑیاں نیچی کرنا نہیں چاہتے۔ حالانکہ کئی مرتبہ روسی طیاروں کی ہوائی توپ خانے کی زمینی بمباری کے نتیجے میں سینکڑوں بے گناہ معصوم بچوں، بیواؤں اور یتیموں کو اپنے ہی تباہ شدہ گھروں کے ملبے تلے کچل دیا گیا اور بچے کھچے افراد کی فصلیں اور مال مویشی تباہ کر کے انہیں ہجرت پر مجبور کر دیا۔ اب زدران کی پگڑیاں مزید کس حوالے سے بلند کرنا چاہتے ہیں۔ زدران کی عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنے کی ذمہ داری آپ کی گردن پر ہے۔

قیدیوں کے بارے میں اتنا لکھ سکتا ہوں کہ اسلام کے نام پر گرفتار ہونے والے تمام افغانستان کے قیدی ہمارے اپنے بھائی ہیں۔ اور اگر آپ کی مراد خاص پکتیا یا زدران سے تعلق رکھنے والے قیدیوں سے ہے تو صرف ان کی رہائی کی کوئی ضرورت نہیں اور انہیں قید ہی رکھیں۔

میں آپ کی جانب سے مندرجہ ذیل شرائط کو ماننے کی صورت میں آپ سے گفتگو کے لئے تیار ہوں۔

۱۔ زدران کے علاقے میں آپ کی اور روسیوں کی جانب سے بھیجا گیا کنوائے فوراً واپس لوٹ جائے۔

۲۔ وہ تمام افراد جنہیں ہم ملازم سمجھتے ہوئے، ان کی فہرست مرتب کریں۔ انہیں بطور یرغمال ہمارے حوالے کیا جائے اس کے بعد ہی ہماری اور آپ کی ملاقات ممکن ہو سکے گی۔

آپ کے لئے حالات مساعد ہیں کہ آپ اس بے ہوشی کی کیفیت اور عالمِ خواب سے چھٹکارا پائیں اور سرخ استعمار کے سحر سے خود کو آزاد کروائیں۔

جلال الدین حقانی